علم کی راہیں

از

شیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

اردو ترجمہ

ابو مریم اعجاز احمد

علم کی راہیں

از

شیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

اردو ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد

حقوق برائے ناشر محفوظ

اہل الاثر اس کتاب کو اسی شکل میں بغیر کسی تبدیلی کے فوٹوکاپی اور / یا الکٹرونک ذرائع سے اس کی تقسیم اور اس کو

پھیلانے کی اجازت دیتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس سے مالی منفعت حاصل نہ کی جائے

www.ahlulathar.net

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔۔اما بعد!

شریعت کا علم حاصل کرنا ایک عبادت ہے اور جس طرح کوئی بھی عبادت بغیر اخلاص اور سنت کو اپنائے مثمر نہیں ہوتی اسی طرح طلبِ علم بھی ہے جو اخلاص اور شرعی طریقے کو اپنائے بغیر مثمر نہیں ہوتا بلکہ وہ الٹا وبال بن جاتا ہے۔ علم کی راہوں کو اختیار کرنے کے لئے علماء کی راہنمائی کی بھی ضرورت ہے تاکہ کوئی شخص اس کی مسافت آسانی سے طے کر سکے اور وہ راہ بھی نہ بھٹکے، کیونکہ آج بہت سارے علم کے دعوے دار خصوصی طور سے نوجوانوں کے بیچ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جنہوں نے صحیح طریقے سے علم حاصل نہیں کیا جس کے نتیجے میں وہ افراط یا تفریط کا شکار ہو گئے۔

زیرِ نظر کتاب شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کے ایک محاضرے (لیکچر) کی تفریغ بعنوان **طرق تعلم العلم** کا اردو ترجمہ ہے جسے شیخ نے جدۃ شہر میں مسجد الملک فہد رحمہ اللہ میں بروز بدھ ۲۴ شعبان ۱۴۳۴ھ کو دیا تھا۔ اس کی افادیت اور ضرورت کو دیکھتے ہوئے اسے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہوں اور علم حاصل کرنے کے لئے صحیح طریقے کو اپنائیں۔ اس ترجمہ کا نام میں نے **علم کی راہیں** رکھا ہے، کیونکہ اس محاضرے میں شیخ محترم نے طلبِ علم کے طریقوں یا راستوں کو بتایا ہے۔ اس کے علاوہ اس راہ میں چلنے کی فضیلت اور پھر اس کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ محاضرے کے آخر میں سوال جواب کی نشست سے صرف انہیں سوالوں کو اس میں شامل کیا گیا ہے جو اس محاضرے کے موضوع سے مطابقت رکھتا تھا۔ نیز سوال و جواب میں حاشیہ مترجم کی طرف سے اضافہ شدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں علمِ نافع اور عملِ صالح کی توفیق دے اور اسے قبولیت بخشے۔

ابو مریم اعجاز احمد

شبِ جمعرات ۱۳ صفر ۱۴۳۹ھ

جدۃ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين و صلى الله و سلم على نبينا محمد و على آله و أصحابه أجمعين

أما بعد:

آج کی یہ مبارک ملاقات، اللہ عزوجل کے گھروں میں سے ایک گھر میں، اچھا موقع ہے کہ ہم ایک دوسرے کو یاددہانی کرائیں جو ہمارے اوپر ہمارے دین کے تئیں واجب ہے۔

فقہ کا معنٰی ہے فہم (سمجھ)، کہ کوئی اپنے دینی امور کو کتاب وسنت کے دلائل سے سمجھے یہاں تک کہ اس کے مطابق عمل کرے۔ اور اللہ کی عبادت جہالت سے نہ کرے بلکہ وہ اللہ کی عبادت بصیرت اور علم سے کرے۔۔ دین میں سمجھ اختیار کرنا خیر کی نشانی ہے اور دین کی سمجھ نہ ہونا برائی (شر) کی نشانی ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: **مَن يرد الله به خيرا يفقهه في الدين** (یعنی اللہ تعالٰی جس کے لئے خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا کرتا ہے) (صحیح البخاری: ۷۱)، کا مفہوم بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ جسے دین میں سمجھ کی توفیق نہیں اس کے لئے خیر نہیں اور وہ محروم ہے۔ دین میں سمجھ حاصل کرنے میں آسانی (اور سہولت) ہے، وللہ الحمد، جو اس کو طلب (اور تلاش) کرتا ہے اور اس پر حریص ہوتا ہے (یعنی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے)۔ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾

یعنی (بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟ (سورۃ القمر: ۱۸)) تو جو کسی چیز کے لئے حریص ہو گا وہ اسے تلاش کرے گا اور اسے ڈھونڈھے گا یہاں تک کہ وہ اسے پالے اور اس کی حقیقت کو سمجھ لے۔

الفقہ فی الدین (دین میں سمجھ) ان چیزوں سے حاصل ہوتی ہے:

پہلی چیز: اہلِ علم سے (براہِ راست) حاصل کرنا، ان کے دروس میں حاضر ہو کر جو طلاب کو دیا جاتا ہے۔ تو اس طرح وہ علم اپنے مشائخ سے براہِ راست حاصل کرتے ہیں جہاں کہیں بھی انہیں پاتے ہیں گرچہ انہیں اس کے لئے سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ کسی انسان کے لئے اتنا کافی نہیں ہوتا کہ وہ خیر کو پسند کرتا ہو اور نہ یہ کافی ہوتا ہے کہ وہ (صرف) کتابیں خرید لے اور ان کا مطالعہ کرے، اور نہ یہ کہ وہ کیسٹوں سے ریکارڈنگ سن لے، بلکہ ضروری ہے کہ وہ علمی دروس میں حاضر ہو، جہاں کہیں بھی پائے اس میں حاضر ہو، چاہے وہ علماء کے سامنے پڑھنے میں شریک ہو یا پڑھنے کو غور سے سنے اور جب عالم (مسائل کی) توضیح اور بیان کرے جو اس کے سامنے پڑھا گیا ہے تو وہ اسے (غور سے) سنے۔ س سے طالب اور سننے والا فائدہ اٹھاتا ہے، اور علماء کے سامنے پڑھنے سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔ تو یہ سب سے پہلا وسیلہ ہے علم حاصل کرنے اور دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لئے، کیونکہ علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور علم حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اہلِ علم سے کیا جائے، ان سے مل کر اور ان کی مجلسوں میں حاضر ہو کر۔ تو جب کسی انسان کو علم کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق مل جاتی ہے تو وہ علم کے راستے پر ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ

جو علم کی تلاش میں کسی راستے کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے کی طرف چلاتا ہے، اور فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں طالبِ علم کے لئے رضامند ہو کر۔۔ (ترمذی: ۲۶۸۲ علامہ البانی نے صحیح کہا ہے)۔

اور جو کسی چیز کے لئے رغبت رکھتا ہے تو اس کو طلب کرنے میں کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے پا لے۔

اسی طرح دین میں سمجھ حاصل کرنے کے وسائل میں سے یہ بھی ہے کہ مدرسوں، تعلیم گاہوں اور کالجوں میں درسِ نظامی کا انتظام کیا جائے۔ اس درسِ نظامی میں مختلف علمی فنون کے کورس ہوتے ہیں جن کا تعین وہ اساتذہ کرتے ہیں جنہیں اس فن میں خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔ ان کورس کو بنیادی علمی کتابوں اور مختصر کتابوں میں سے منتخب کیا جاتا ہے، مثلاً فقہ میں یا اصول الفقہ میں، حدیث میں، مصطلح الحدیث میں، نحو اور علمِ عربی میں، تفسیر وغیرہ میں۔ تو طالبِ علم ان میں حاضر ہوں اور درسِ نظامی کی پابندی کریں یا مساجد میں اور علمی حلقوں کے دروس میں حاضر ہوں۔

اسی طرح طالبِ علم کو (طلبِ علم میں) لمبے وقت اور صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ پڑھائی میں صبر کرتا ہے اور اس میں بور نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میں مایوس ہوتا ہے، اگر اسے کسی چیز میں مشکل لگتی ہے، تو اس میں مایوس نہیں ہوتا اور اس میں کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے لئے وہ چیز آسان ہو جاتی ہے۔ شاعر کہتا ہے: ؎

اطلب العلم و لا تضجرا	فآفة الطالب أن يضجرا
أما ترى الحبل بتكراره	في الصخرة الصماء قد أثرا

(یعنی: علم طلب کرو اور بور مت ہو، کیونکہ طالبِ علم کی آفت ہے کہ وہ بور ہو جائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسی اپنی تکرار سے سخت پتھر پر (بھی) اپنا نشان چھوڑ دیتی ہے)۔

تو لمبے عرصے تک کوشش اور اللہ کے لئے اخلاصِ نیت کے ساتھ انسان کو (علم تک) پہنچنے کی توفیق ہو جاتی ہے۔ اور شاید جو چیز وہ (مشکل سے) حاصل کرتا ہے وہ زیادہ مضبوط ہوتی ہے اس چیز سے جو اسے آسانی سے مل جائے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص یا طالبِ علم نحو (عربی گرامر) کی پڑھائی میں خوب محنت کرتا تھا، اور علمِ نحو مشکل ہے، اس کی شروعات اور اصول، وہ کوشش کرتا رہا لیکن وہ علمِ نحو میں کچھ بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔ ایک دن جب وہ لیٹا ہوا تھا تو اس نے دیکھا کہ ایک چونٹی کسی چیز کو لے کر دیوار پر چڑھ رہی ہے۔ جب بھی وہ دیوار کے اوپر تک پہنچتی گر جاتی، پھر لوٹتی اور چڑھتی

یہاں تک کہ آخری بار دیوار کو پار کر گئی۔ تو اس نے کہا: یہ چونٹی کوشش کرتی رہی اور صبر کرتی رہی یہاں تک کہ پہنچ گئی اور میں طلبِ علم کو جاری رکھنے میں سستی کرتا ہوں؟ وہ پھر سے طلبِ علم کی طرف لوٹا اور کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ عز و جل نے اسے توفیق دی اور اس نے علمِ نحو حاصل کر لیا۔ تو جو (طالبِ علم) سنجیدگی سے کوشش کرتا ہے :

ع و من طلب العلا سهر الليالي (اور جو بلندی کا طلب گار ہے وہ راتوں کو (اس کے لئے) گزارتا ہے)۔

جو کسی چیز کا اہتمام کرتا ہے تو وہ اسے حاصل کرنے میں صبر کرتا ہے گرچہ اس میں مشقت ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح یہ نہیں (سمجھے) کہ طلبِ علم سے وقت ضائع ہوتا ہے اور یہ کہے کہ علم حاصل کرنے میں سالوں کی ضرورت ہوتی ہے! وہ صبر کرے گرچہ اس میں لمبی مدت لگے یہاں تک کہ وہ بإذن الله عز و جل منزل مقصود تک پہنچ جائے۔ یہ سب علم حاصل کرنے کے راستے میں کرے۔

جو چیز علم کو حاصل کر لینے کے بعد اسے مضبوط کرتی ہے اور اسے بڑھاتی ہے وہ ہے: علم کے مطابق عمل کرنا۔ مقصد یہ نہیں کہ تم (صرف) علم سیکھو اور اسے حفظ کر لو! طلبِ علم تو وسیلہ ہے، مقصد نہیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ تم علم کے مطابق عمل کرو۔ پس جب تم نے نفع بخش علم میں سے کچھ سیکھ لیا تو تمہارے لئے واجب ہے کہ تم اس کے مطابق عمل کرو۔ اور علم کے مطابق عمل کرنا اسے مضبوط کرتا ہے اور اس میں برکت آتی ہے۔ علم بغیر عمل کے ایسا ہے جیسے بغیر پھل کے درخت۔ (علماء) کہتے ہیں: "علم عمل کو پکارتا ہے، اگر وہ اس کو مان لے تو ٹھیک ورنہ یہ چلا جاتا ہے"۔ تو جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا تو یہ علم اس کے پاس نہیں رہتا اور نہ ہی اس میں برکت یا خیر رہتی ہے۔

اسی طرح جو چیز علم کو بڑھاتی ہے اور اس میں برکت لاتی ہے وہ ہے: جاہلوں کو تعلیم دینا اور علم کو پھیلانا۔ تو وہ علم (کا کیا) جو صرف تمہارے ہی اندر رہ جائے، علم تو تمہارے اور غیروں کے لئے ہے۔ تو جو علم تم نے حاصل کر لیا ہے اور اسے تم

اچھی طرح جانتے ہو تو لوگوں کو اس کی تعلیم دو تا کہ تم اس کا اجر حاصل کرو اور ان کا بھی جنہیں تم نے سکھایا ہے۔ تو ضروری ہے کہ علم کو پھیلایا جائے۔ اللہ جل وعلا کا ارشاد ہے:

﴿وَما كانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾

(یعنی: اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں۔ تو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ (یعنی علم) حاصل کریں، تا کہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس آئیں ڈرائیں تا کہ وہ ڈر جائیں) (سورۃ التوبہ: ۱۲۲)

﴿وَما كانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً﴾

یعنی یہ رسول اللہ ﷺ سے طلبِ علم کے لئے (سب کے سب) جائیں جس میں ان کے لئے آسانی نہیں ہے،

﴿فَلَوْلا نَفَرَ﴾ یعنی کیوں نہ ایک گروہ

﴿مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طائِفَةٌ﴾ ہر قبیلے سے ایک یا دو، یا ہر جگہ سے ایک یا دو طلبِ علم کے لئے جائیں۔ لفظ طائفہ کا اطلاق ایک پر بھی ہوتا ہے، تو ایک یا اس سے زیادہ کو طائفہ کہا جاتا ہے۔

﴿لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ﴾ یعنی رسول اللہ ﷺ سے دین کی سمجھ حاصل کریں، اور رسول ﷺ کے بعد علماء سے دین کی سمجھ حاصل کریں جیسا کہ حدیث میں ہے: إن العلماء ورثة الأنبياء (یقیناً علماء انبیاء کے وارث ہیں) (ابو داؤد: ۳۶۴۳)۔ تو جب انبیاء علیہم السلام کی وفات ہو جاتی ہے تو علماء ان کے وارث ہوتے ہیں، جو علم کو اٹھائے ہوتے ہیں۔ اور یہ شرف ہے علم کا کہ اس کو لینے والے انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

﴿وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ﴾ مقصد یہ نہیں کہ تم (صرف) اپنے لئے علم حاصل کرو، بلکہ جنہیں علم کی ضرورت ہے انہیں علم سکھاؤاور اپنی قوم میں علم کو پھیلاؤ، کیونکہ تمہاری قوم تمہارے علم کی اور تم سے نفع اٹھانے کی زیادہ حقدار ہے۔ تو دوسروں سے پہلے تم اپنے ملک والے اور اپنی بستی اور قبیلے والوں کے لئے جلدی کرو،

﴿لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ تاکہ وہ شرک اور نافرمانیوں سے بچیں۔ یہ الٰہی رہنمائی ہے طلبِ علم کے لئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَوْلا نَفَرَ﴾ یعنی کیوں نہ ایک گروہ سفر کرتا ہے علم حاصل کرنے کے لئے،

اور اگر تم یہ کہو گے کہ میں علم نہیں حاصل کرتا کیونکہ میرے یہاں علماء نہیں ہیں! اگر تمہارے یہاں علماء نہیں ہیں تو پھر تم علماء کو تلاش کرو، درسِ نظامی سے جڑ جاؤ علومِ شریعت حاصل کرنے کے لئے اور جس سے اس کا تعلق ہے۔ علم کے لئے سفر کرنا قریب کا بھی ہو سکتا ہے اور دور کا بھی۔ علماء اپنے وقت میں دور دراز ملکوں کا سفر کرتے تھے جب کہ اس وقت ان کے پاس گاڑیاں اور ہوائی جہاز نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ (سواری کے لئے کبھی) جانور بھی نہیں ہوتے تھے۔ وہ علم حاصل کرنے کے لئے اپنے پیروں سے چل کر لمبی مسافت طئے کرتے۔ امام احمد (رحمہ اللہ) نے طلبِ علم کے لئے یمن کا سفر کیا، اور (اس کے علاوہ) اور بھی بہت سارے ملکون کا طلبِ علم کے لئے سفر کیا۔ اور اسی طرح ان کے علاوہ اوروں نے بھی طلبِ علم کے لئے سفر کیا اور اپنے ملکوں سے دور ہوئے اور اس پر صبر کیا۔ تو طلبِ علم کے لئے اہتمام کرنا ضروری ہے، کیونکہ علم صرف تمنا کرنے سے حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی علم کی طرف نسبت کرنے سے، کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں: علماء کی کوئی ضرورت نہیں ہے، میں خود کتاب یا کتابیں پڑھوں گا اور اسے یاد کر لونگا اور یہ کافی ہے! ہم کہتے ہیں: نہیں، کیونکہ یہ کتابیں تو اوزار (جیسی) ہیں، اور ان اوزاروں (کو استعمال کرنے) کے لئے ضروری ہے کہ اس کو سکھانے والے کے پاس تم جاؤ تاکہ وہ تمہیں اسے استعمال کرنا سکھائے۔ تو یہاں سکھانے والا

عالم ہے۔اور تم مثلاا گر اوزار خریدتے ہواور بغیر اسے سیکھے ہوئے چلاتے ہو تو شاید تم اس سے خود اپنے آپ کو یا کسی اور کو قتل کر دوگے کیونکہ تم اسے اچھی طرح استعمال کرنا نہیں جانتے ہو۔ لیکن اگر تم اگر اسے تجربہ کار شخص سے سیکھتے ہو تو تم جان لوگے کہ اسے کیسے استعمال کرتے ہیں، اور تم اس سے فائدہ اٹھاؤگے اور اس کے ذریعہ دفاع کروگے۔ اسی طرح علم ہے۔ ضروری ہے کہ تم اسے اس کی اہلیت رکھنے والے سے حاصل کرو جو (علم و) بصیرت والے ہوں۔ لیکن رہا تمہارا کتابوں اور کیسٹوں کو صرف سننا جن کا ذکر ہوتا ہے یا نشر کیا جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، تم اس سے فائدہ اٹھاؤگے مگر اس پر اکتفا کر لینا تو اس کا اعتبار طلبِ علم میں نہیں ہوتا۔ اور شاید اس سے تم کبھی غلط پڑھ لوگے یا غلط سمجھ لوگے، جس سے تم خود گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کروگے کیونکہ تم نے علم کو اس کی اہلیت والوں سے نہیں لیا، بلکہ تم نے کتابوں سے لیا جسے تم شاید نہیں سمجھ پائے۔

یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے صحیح البخاری کا مطالعہ کیا، حالانکہ وہ قرآن کریم کے بعد سب سے صحیح ترین کتاب ہے۔ تو جب وہ اس حدیث پر پہنچا: **حبة السوداء شفاء من كل داء** (کلونجی میں ہر بیماری سے شفا ہے) (صحیح البخاری: ۵۶۸۸)، تو اس نے حبة السوداء کو حية السوداء: یعنی یا سے (کالا سانپ) پڑھ دیا۔ وہ اٹھا اور اس نے کالے سانپ کو تلاش کیا، اسے مارا اور کھا گیا جس کے زہریلے اثر سے اس کی موت ہو گئی۔ اگر اس نے کسی عالم سے اس لفظ کے بارے میں پوچھا ہوتا اور اس کی تحقیق کی ہوتی تو بچ سکتا تھا۔ تو صرف مطالعہ کرنے سے بغیر اہلِ علم کی طرف رجوع کئے ہوئے، خود وہ شخص اپنے آپ کو اور دوسروں کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ تو (خود) دیکھو، کتنے علم کے دعوے دار لوگوں میں سے اس سے ہلاک ہوئے۔ (فرقہ) خوارج صرف اسی طریقہ کو اپنا کر گمراہ اور ہلاک ہوئے، جب وہ صحابہ اور علمائے صحابہ سے الگ ہوئے (دوری اختیار کی)، اور آپس میں ہی ایک دوسرے سے سیکھنے لگے۔ انہوں نے قرآن حفظ کیا، وہ روزے بھی رکھتے تھے اور قیام اللیل بھی کرتے تھے، لیکن کسی علماء سے علم حاصل نہیں کیا، جس کے نتیجے میں وہ اہلِ علم کی تحقیر کرنے لگے، اور کہنے لگے کہ: "اہلِ علم نہیں سمجھتے، ان کے پاس غیرت نہیں ہے۔" پس وہ

خود اپنی اور اپنے جیسوں (کی تربیت کرنے) اٹھ کھڑے ہوئے جس سے وہ سلف کے منہج اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے طریقے سے خارج ہو گئے۔ علم حاصل کرنے کے لئے اس کے دروازے سے داخل نہیں ہوئے جس کے نتیجے میں وہ خود ہلاک ہوئے اور دوسروں کو بھی ہلاک کر دیا۔ اور ابھی تک یہ فکر چلی آرہی ہے۔ تو جو لوگ بھی علماء کو چھوڑتے ہیں اور ان کے حق میں طعنہ دیتے ہیں اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کتابوں سے یا آپس میں ایک دوسروں سے علم حاصل کرنے لگتے ہیں، وہی آج مسلمانوں پر آفت ہیں۔

تو طلبِ علم کے لئے اس کی بنیاد کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس کی اہلیت والوں کی ضرورت ہوتی ہے (جو سکھائیں)، اور اس کے لئے لمبے عرصے تک صبر اور بار بار کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ علم بہت بلند منزل ہے اور تم کسی بلندی تک بغیر تھکان کے نہیں پہنچ سکتے۔ علم ایک عالی مرتبہ چیز ہے جس کے لئے مشقت اور تھکان کی ضرورت ہے، اس کے ساتھ کہ اللہ کے لئے نیت میں اخلاص ہو۔ بعض لوگ علم کو اپنے کیریر (یا نوکری) میں ترقی حاصل کرنے کے لئے طلب کرتے ہیں، یا اسے نوکری حاصل کرنے کے لئے یا لوگوں کی تعریف سننے کے لئے طلب کرتے ہیں، تو ایسے لوگوں کے لئے قیامت کے دن سب سے پہلے آگ بھڑکائی جائے گی۔ جن کے لئے قیامت کے دن سب سے پہلے آگ بھڑکائی جائے گی (ان میں) ایسا صدقہ کرنے والا جو لوگوں کو دکھانے کے لئے صدقہ کرے، اور ایسا عالم جو لوگوں کو دکھانے کے لئے علم حاصل کرے جس سے وہ لوگوں کی تعریف یا دنیا کی لالچ چاہتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ كانَ يُرِيدُ الْحَياةَ الدُّنْيا وَزِينَتَها نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمالَهُمْ فِيها وَهُمْ فِيها لا يُبْخَسُونَ ۞ أُولئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلاَّ النَّارُ وَحَبِطَ ما صَنَعُوا فِيها وَباطِلٌ ما كانُوا يَعْمَلُونَ﴾

یعنی (جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت (پر فریفتہ ہوا) چاہتا ہو ہم ایسوں کو اس کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ

نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہو گا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں)

۔(سورۃ ھود:۱۵،۱۶)

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقضَى يَومَ القِيَامَةِ عَلَيهِ رَجُلٌ استشهِدَ ، فَأُتِيَ بِهِ ، فَعَرَّفَه نِعَمَه ، فَعَرَفَهَا ، قَالَ : فَمَا عَمِلتَ فِيهَا ؟ قَالَ : قَاتَلتُ فِيكَ حَتَّى استُشهِدتُ ، قَالَ : كَذَبتَ ، وَلكِنَّكَ قَاتَلتَ لأَن يُقَالَ جَرِيء ، فَقَد قِيلَ ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجهِهِ حَتَّى أُلقِيَ فِي النَّارِ ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ العِلمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ القُرآنَ ، فَأُتِيَ بِهِ ، فَعَرَّفَه نِعَمَه ، فَعَرَفَهَا ، قَالَ : فَمَا عَمِلتَ فِيهَا ؟ قَالَ : تَعَلّمتُ العِلمَ وَعَلَّمتُه وَقَرَأتُ فِيكَ القُرآنَ ، قَالَ : كَذَبتَ ، وَلكِنَّكَ تَعَلَّمتَ العِلمَ لِيُقَال عَالِمٌ ، وَقَرَأتَ القُرآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ ، فَقَد قِيلَ ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجهِهِ حَتَّى أُلقِيَ فِي النَّارِ ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللهُ عَلَيهِ ، وَأَعطَاهُ مِن أَصنَافِ المَالِ كُلِّهِ ، فَأُتِيَ بِهِ ، فَعَرَّفَه نِعَمَه ، فَعَرَفَهَا ، قَالَ : فَمَا عَمِلتَ فِيهَا ؟ قَالَ : مَا تَرَكتُ مِن سَبِيلٍ تُحِبُّ أَن يُنفَقَ فِيهَا إِلا أَنفَقتُ فِيهَا لَكَ . قَالَ : كَذَبتَ ، وَلَكِنَّكَ فَعَلتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ ، فَقَد قِيلَ ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجهِهِ ثُمَّ أُلقِيَ فِي النَّارِ

قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص کا فیصلہ اور حساب ہو گا وہ شہید ہو گا، جسے لایا جائیگا اور اسے اللہ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا اور وہ پہچان لے گا، اللہ فرمائے گا: تو نے اس میں کیا کیا؟ تو وہ جواب دے گا میں نے تیری راہ میں لڑائی کی حتی کہ مجھے شہید کر دیا گیا، اللہ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا، تو نے تو لڑائی اس لئے کی کہ تجھے بہادر اور شجاع کہا جائے تو وہ دنیا میں کہہ دیا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔اور (دوسرا) وہ شخص جس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی اور قرآن مجید پڑھا اسے لایا جائے گا اور اسے بھی نعمتوں کی پہچان کرائی جائے گی وہ ان کی پہچان کرلے گا۔اللہ فرمائے گا: اس میں تو نے کیا کیا؟ تو وہ جواب

دے گا میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو تعلیم دی اور تیری راہ میں قرآن مجید پڑھا، اللہ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا، لیکن تو نے علم اس سے حاصل کیا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن مجید اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے، تو یہ دنیا میں کہہ دیا گیا، اس کے متعلق حکم دیا جائیگا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔ اور (تیسرا) وہ شخص جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا اور اسے ہر قسم کا مال دیا اسے روز قیامت لایا جائے گا اور نعمتوں کی پہچان کرائی جائے گی وہ ان کی پہچان کرلے گا، اللہ تعالی فرمائے گا کہ تو نے کیا کیا؟ تو وہ جواب دے گا جس راہ میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا میں نے ہر اس راہ میں خرچ کیا، اللہ فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا، لیکن تو نے تو یہ اس لیے کیا تھا کہ تجھے سخی کہا جائے، تو یہ دنیا میں کہہ دیا گیا، اسے بھی حکم دیا جائے گا اور چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا (مسلم: ۱۹۰۵)۔

تو قیامت کے دن جن کے لئے سب سے پہلے آگ بھڑکائی اور سلگائی جائے گی وہ یہ تین لوگ ہیں: وہ عالم جس نے علم سیکھا اور اس کے ذریعے وہ (لوگوں سے) اپنی تعریف، یا دنیوی لالچ چاہتا ہے۔ اور صدقہ کرنے والا جو اس کے ذریعے لوگوں کو دکھانا یا سنانا چاہتا ہے، اور ایسا مجاہد جو اجر کے لئے جہاد نہیں بلکہ اس لئے جہاد کرتا ہے کہ اسے بہادر اور ہیرو کہا جائے۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالٰی قیامت کے دن پوچھے گا۔

تو طالبِ علم کو بری نیت اور برے مقصد سے آگاہ رہنا چاہئے۔ تو اس کا قصد کچھ نہیں مگر صرف اللہ کے لئے اور آخرت کے لئے ہونا چاہئے۔ علم اس سے زیادہ شرف والی چیز ہے کہ اسے دنیا کے لئے یاد کھاوے کے لئے حاصل کیا جائے، یا اس کے ذریعے جاہ و مرتبہ طلب کیا جائے۔ علم کے ذریعے تو جنت اور اللہ سبحانہ و تعالٰی کی رضامندی طلب کی جاتی ہے۔ میں اس میں اب طول نہیں دینا چاہتا اور سوال کے لیئے مجال چھوڑتا ہوں۔

سوالات

سوال: میں ایک طالبِ علم ہوں اور میں نے لمبی مدت تک علماء سے علم حاصل کیا ہے، یہاں تک کہ میں نے بعض شرعی علوم میں ماہر ہو گیا۔ میں اپنے مشائخ کی رائے میں دعوت اور تدریس کے قابل ہوں لیکن مجھے ذمے داری سے ڈر لگتا ہے کہ میں تدریسی عمل بجالاؤں، تو اس میں آپ کی میرے لئے کیا نصیحت ہے؟

جواب: تمہارے اندر (خجل) شرم [1] ہے، تو اللہ سے پناہ چاہو اور عادت ڈالو اور صبر کرو ان شاءاللہ یہ شرم باذن اللہ چلی جائے گی، اور شرم کے آگے کمزور مت پڑو بلکہ رفتہ رفتہ اسے دور کرنے کی کوشش کرو۔

سوال: میں کسی شخص کو کیسے پہچانوں جس سے علم لینا چاہتا ہوں کہ آیا وہ صاحبِ سنت ہے یا نہیں؟

جواب: لوگوں [2] کے پہچان کروانے سے تم اسے پہچان لو گے۔ لوگ سے پوچھو اور لوگوں کا اس کی طرف جانے اور ان کے بیچ اس کی شہرت سے پہچان لو گے۔ اور مجھول (جس کا حال نہ معلوم ہو) اور جس کے بارے میں ذکر نہ ہو اس کی طرف نہ جاؤ، بلکہ اس کی طرف جاؤ جس کی طرف اہلِ خیر اور طلابِ علم راہنمائی کریں۔

---

[1] (خجل) شرم سے شیخ کی مراد وہ شرم ہے جو قابل مذمت ہے، مثلا: ایسی شرم جو کسی حق بات سے روکتی ہو۔ شیخ کی مراد یہاں پر وہ شرم نہیں ہے جو ممدوح اور واجب ہو جیسا کہ حدیث میں ہے کہ شرم و حیا ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کی بہت ساری فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔

[2] لوگون سے مراد عوام الناس اور ہر شخص نہیں بلکہ علماء اور طلابِ علم ہیں جیسا کہ جواب کے آخر میں شیخ نے اس کی وضاحت کی ہے۔ ابن سیرین رحمہ اللہ کا قول ہے: یقینا یہ علم دین ہے تو تم دیکھو کہ تم اپنا دین کس سے لیتے ہو (مقدمہ صحیح مسلم)۔

سوال: ہم آپ سے راہنمائی کے لئے کلمات طلب کرتے ہیں اس طالب علم کے لئے جو طلبِ علم کے لئے جذبہ اور شوق تو رکھتا ہے لیکن اس کی عملی تطبیق میں لاپرواہی کرتا ہے یا شرعی نصوص (کتاب وسنت کے الفاظ) کو اپنی خواہشِ نفس کے مطابق سمجھتا ہے؟

جواب: اگر اس نے اللہ کے حکم سے طلبِ علم کیا ہے تو اسے عمل میں بھی رغبت ہوگی۔ علم عمل کی طرف رغبت دلاتا ہے اور اس کی عمل کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اور طلب علم میں خیر ہے۔ بعض لوگوں کے پاس شیطان آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ علم مت حاصل کرو، کیونکہ تم اس پر عمل نہیں کروگے، تو پھر طلب (ہی) مت کرو۔ یہ شیطان کی طرف سے ہے؛ اللہ کی پناہ۔ بلکہ مسلمان کو چاہئے کہ وہ پختہ ارادہ رکھے اور علم حاصل کرے، اللہ تعالیٰ اسے عمل کی طرف ہدایت دیگا۔

سوال: کیسے کوئی شخص اپنی بیوی بچوں کا حق اور ان کے ساتھ وقت گزارنا اور طلبِ علم کو لے کر چل سکتا ہے؟ کیا اس کا گھر سے نکلنا اس بات پر کہ وہ طلبِ علم کے لئے جارہا ہے اور اسے بچوں کے ساتھ لمبے وقت تک چھوڑنا کیا اس کے حق میں کوتاہی ہے؟

جواب: اس (بیوی) کا حق یہ نہیں کہ وہ اس کے پاس بیٹھا رہے۔ بلکہ اس (بیوی) کا حق یہ ہے کہ وہ صرف رات اس کے ساتھ گزارے، اور دن میں طلبِ علم اور رزق تلاش کرے اور اس کے پاس اپنے آپ کو روکے نہ رکھے۔

سوال: علم کی حفاظت کرنے کے طریقے پر آپ تفصیلی بات کریں۔

جواب: جیسا کہ ہم نے لکچر کے شروع میں بیان کیا، کہ اللہ پر توکل (بھروسہ) کرو، نیت کو اچھا رکھو، علماء کی تلاش کرو یا درسِ نظامی کا مدرسوں میں اہتمام کرو، اللہ سے مدد طلب کرو، متون کو حفظ کرو اور مدرس سے اس کی شرح پڑھو۔ ان چیزوں سے باذن اللہ تم منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ گے اس کے ساتھ کہ تم اس پر لمبی مدت تک صبر کرتے رہو۔

سوال: میں فقہ کی پڑھائی کس طرح اور کس کتاب سے شروع کروں؟

جواب: مشائخ سے پڑھو، وہ تمہارے لئے کتاب چنیں گے۔ اور اگر تم درسِ نظامی میں پڑھ رہے ہو تو وہاں کورس ہے فقہ اور اس کے علاوہ اور علوم میں بھی۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین

أهل الأثر
www.ahlulathar.net